مخنث- تاریخی پس منظر، شرعی حیثیت و مسائل

Shariah and Eunichs: An Historical Analysis

ڈاکٹر عزیزہ خان*

Abstract

Khwaja siras, for which several terms are used such as transgender, transsexual, and transvestite in English writings and verily other names nationally and internationally, insinuates the overall public who do not fall in one of the classes of the developed sex identities: male or female. This is the group of the people who are reported to act, feel, think or seem different and noted to have many other versatile characters from the rest part of the society. To their regret being oppressed naturally, they are also considered inferior, for the reasons unknown, by the so called literate society. Though their rights are reported to have been reserved in the era of khulfa-e-rashideen and later in Mughal regime, yet have always been placed in a category well below the normal part of the general public for the reasons mysterious to the nature. Despite all the possible free workspace, there has been lack of any comprehensive research about the behavior of this important but ignored part of the human cluster in Pakistan specially Balochistan.

The study sheds light and have a deeper insight into the socio-economic status as well as brief introductory and historical perspective of the khwaja siras in the light of Islamic and western literature. Furthermore, it insists on different possible ways to involve this very sensitive and special group of the society in an optimistic and exclusive sphere of life.

---

* سینئر ریسرچ آفیسر بیورو آف کیریکولم بلوچستان کوئٹہ

تلخیص

خواجہ سراء جس کے لیے انگریزی میں Transgender, Transsexual اور Transvestite جیسے الفاظ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر استعمال ہوتے ہیں۔ خواجہ سراء ایک ایسی جنس کے افراد کو کہا جاتا ہے جو جنسی طور پر نہ مرد ہوتے اور نہ ہی عورت ۔

یہ معاشرے میں عام طور پر اپنے خدوخال اور عادات و اطوار کے بنا پر مختلف جانے جاتے ہیں، اور ہمارے پڑھے لکھے معاشرے میں ان کو وہ تکریم حاصل نہیں جن کے یہ مستحق ہیں۔ گو کہ ان کے حقوق خلفاء راشدین اور اس کے بعد مغل ادوار میں باقاعدہ وضع کیے گئے لیکن اس کے باوجود ان کو معاشرے کے دوسرے افراد کے مقابلے میں اس سے محروم کیا گیا ہے۔ تمام تر سہولیات کے باوجود اس محروم طبقے کے بارے میں بہت کم تحقیق موجود ہے خاص طور پر بلوچستان میں۔

اس تحقیقی مضمون کا مقصد ان خصوصی افراد ان کے حقوق بارے میں، اور ان کی تاریخی ادوار کے بارے میں جائزہ لینا اور مزید اس محروم طبقے کے لیے ترقی اور کامیاب زندگی کی راہیں ہموار کرنا ہے۔

تمہید

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسان کو پیدا کیا اور اس کی دو اضاف بنائیں۔ ایک مذکر اور دوسری مونث۔ ان دونوں کے ذریعے انسانی نسل کی افزائش اور تولید و تناسل کا نظام قائم فرمایا۔دونوں کی جسمانی ساخت اور ہیت ایک دوسرے سے ممتاز رکھی۔بعض عوارض میں بھی دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ان دونوں کے درمیان ایک تیسری صنف بھی پیدا فرمائی جسے ''مخنث'' کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کی جنسی محرومی کو محض ایک کمزوری کے طور پر لیا جائے۔جس طرح معاشرے میں معذور افراد سے عام معمول سے ہٹ کر برتاؤ کیا جاتا ہے، اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی بطور خاص ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جانا چاہیے۔قرآن و سنت میں بلا تخصیص جنس اور مذہب کسی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔معاشرے میں کسی فرد کو جنسی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا کسی جسمانی ساخت میں دشواری کی وجہ سے خاص لقب دینے یا کسی کو خاص نام سے پکارنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔ باقی رہا یہ سوال یا گمان کہ یہ بدکردار اور بدروش ہوتے ہیں تو یہ برائیاں تو دوسرے لوگوں میں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔(۱)

مخنث کا مفہوم:

مخنث کو خواجہ سرا،کھدڑا،خنثیٰ، کھسرا، ہیجڑا، زنخا، نامرد وغیرہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کی ''آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری''ازشان الحق حقی میں لفظ ''ہیجڑا'' کے متبادل لفظ Eunicبیان کیا گیاہے۔(۲)

''ہیجڑااردو زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں انہیں خنثی اور مخنث کہتے ہیں۔(۳)

المخنث هو الذی یشبه المراة فی العین الکلام و النظر و لحر کة فالمخنث لاخفاء فی ذکریته و نحوذلک وهو ضربان.(۴)

ترجمہ: مخنث وہ ہوتا ہے جو کلام کی نرمی،دیکھنے اور حرکات و سکنات میں عورت کے مشابہ ہوتا ہے اور مخنث کے مرد ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہوتا۔

مخنث کی قسمیں

مخنث کی دوقسمیں ہیں۔

۱۔ وہ مخنث جو عورتوں کے مشابہ پیدا کئے گئے ہوں اور انہوں نے خود تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ نہ بنایا ہو۔

۲۔ یہ وہ مخنث جو عورتوں کے مشابہ نہ پیدا کئے گئے ہوں بلکہ انہوں نے خود تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنایا ہوا اور وہ عورتوں کی طرح حرکات اور باتیں کرتے ہیں۔

پس یہ وہی قسم ہے جس پر احادیث مبارکہ میں لعنت آئی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے''**عن ابن عباس قال تعن النبیؐ المخنیثن من الرجال و المتر من النساء**''(۵)

مخنث کی حقیقت کے بارے میں فقہاء کے اقوال کا جائزہ

لفظ مخنث نون کے زیر کے ساتھ یعنی مخنِث بھی لکھا پڑھا جاتا ہے اور نون کے زبر کے ساتھ مخنَث بھی استعمال ہوتا ہے لیکن زیادہ صحیح زیر کے ساتھ یعنی مخنِث ہی ہے جب کہ مشہور زبر کے ساتھ یعنی عام طور پر مخنث لکھا پڑھا جاتا ہے۔خنثیٰ کے لفظی معنی نرمی اور مڑاوَ کے ہیں۔اصطلاحاً وہ شخص خنثیٰ کہلاتا ہے جو پیدائشی طور پر مرد و عورت کے آلہ تناسل رکھتا ہو یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ رکھتا ہو۔پہلی صورت میں تمام ائمہ متفق ہیں البتہ دوسری صورت شیعہ فقہائے کرام کے نزدیک ایسا شخص خنثیٰ نہیں بلکہ اقرع کہلائے گا۔دونوں آلات رکھنے کی صورت میں اگر مرد کے آلہ تناسل سے پیشاب کرتا ہے تو اس کو بااغراض میراث و دیگر احکام شرعیہ مردوں میں شمار کیا جائے گا اور اگر پیشاب عورت کے آلہ سے نکلتا ہو تو اس کو عورتوں میں شمار کیا جائے گا۔(۴)

مخنث اس شخص کو کہتے ہیں جو عادت و اطوار بول چال اور حرکات و سکنات میں عورتوں کے مشابہ ہو، جس کو ہمارے ہاں زنانہ اور زنخا کہتے ہیں۔یہ مشابہت کبھی تو خلقی طور پر ہوتی ہے اور کبھی مصنوعی طور پر اختیار کی جاتی ہے۔ خلقی طور پر جو مشابہت ہوتی ہے اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک قدرتی چیز ہوتی ہے جس میں انسانی اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ہاں جو مشابہت مصنوعی ہوتی ہے کہ بعض مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرلیتے ہیں اور اپنے رہن سہن، عادات واطوار اور بول چال میں اپنے آپ کو عورت ظاہر کرتے ہیں، یہ بہت برائی اور گناہ کی بات ہے۔ ایسے لوگ لعنت کے مستحق ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔(۵)

انسانی افراد میں سے خنثیٰ وہ فرد ہے جس میں مذکر و مونث دونوں کی علامات پائی جائیں۔بالغ ہونے سے پہلے اگر وہ لڑکے کی طرح پیشاب کرے تو اس کے احکام لڑکوں والے ہوں گے اور اگر لڑکی کی طرح پیشاب کرے تو اس پر لڑکی کے احکام مرتب ہوں گے۔بالغ ہونے کے بعد اگر اس کی ڈاڑھی نکل آئے یا عورت سے ہم بستری کے قابل

ہوجائے یا مرد کی طرح سے احتلام ہونے لگے تو وہ مرد شمار ہوگا،اور اگر اس کا سینہ نکل آئے یا حیض آنے لگے تو اس پر عورت کے احکام مرتب ہوں گے۔اور اگر کوئی علامت بھی ظاہر نہ ہو اور پہچان مشکل ہو تو پھر وہ خنثیٰ مشکل ہے۔لہذا اس کے بارے میں تمام احکام میں احتیاط کی جائے۔(۶)

جب کسی پیدا ہونے والے بچے کا اگلی طرف پیشاب کرنے کا مقام مرد والا (ذکر) بھی ہو اور عورت والا(فرج)بھی تو وہ بچہ مخنث ہے۔ اب اگر توذکر سے پیشاب کرے تو وہ لڑکا ہوگا،اگر فرج سے پیشاب کرے تو لڑکی ہوگی۔لیکن اگر وہ ان دونوں میں سے پیشاب کرے تو ان دونوں میں سے جس سے پہلے پیشاب کرے تو بچے کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی۔اگر ان دونوں میں ایک ساتھ ہی پیشاب باہر آتا ہو تو اس صورت میں پھر امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک کثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ جب کہ صاحبینؒ نے کہا ہے کہ ان میں سے جس سے زیادہ پیشاب کرتا ہو بچہ کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی۔جب مخنث بالغ ہوگیا اور اس کی ڈاڑھی نکل آئی یا کسی عورت تک جاپہنچا تو وہ مرد شمار ہوگا اور اگر عورت کی طرح اس کے پستان ظاہر ہوگئے یا اس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا،یا اسے حیض آگیا،یا حمل ٹھہر گیا،یا سامنے کی طرف سے اس تک رسائی ممکن ہو تو وہ عورت ہوگی۔پس اگر ان مذکورہ علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ خنثیٰ مشکل ہوگا۔(۷)

قدری پاشانے ''الاحکام الشرعیۃ فی الاحوال الشخصیۃ''میں لکھا ہے کہ خنثیٰ اس ذات کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء تناسل موجود ہوں، یا دونوں میں سے کوئی بھی موجودنہ ہو۔پہلی حالت میں اگر وہ مرد کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو تو مرد ہوگا،اگر نسوانی مخرج سے، جس آلے سے پہلے برآمد ہو اس کا حکم دیا جائے گا،لیکن اگر اس میں بھی یکسانیت ہوتو پھر یہ خنثیٰ مشکل کہلائے گا۔یہ تفصیلات بلوغ سے قبل کیلئے ہیں۔بالغ ہونے کے بعد اگر اس کے ڈاڑھی نکل آئے یا عورت سے ہم بستری کرسکے یا جس طرح مرد کو احتلام ہوتا ہے اس طرح احتلام ہونے لگے،تو وہ مرد ہوگا،اور اگر اس کے پستان ابھر آئیں یا دودھ اتر آئے یا حیض آنے لگے،یا حمل قرار پاجائے، یا اِس کے ساتھ عورت کی

طرح ہم بستری کی جاسکے تو وہ عورت ہوگی،لیکن اگر اس میں کوئی مذکورہ علامت موجود نہ ہو یا ان علامات میں تعارض پیدا ہو،تو اب یہ بھی خنثیٰ مشکل قرار پائے گا۔اس کیلئے میراث کا اقل حصہ ہوگا،بطور مثال،اگر اس کے باپ کا انتقال ہو اور وہ اپنی وفات کے بعد ایک بیٹا چھوڑے اور دوسرا خنثیٰ،تو لڑکے کو اس کے مقابلے میں دوہرا حصہ دیا جائے گا۔اور ایک حصہ خنثیٰ کو۔ کیونکہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے مقابلہ میں اقل ہے۔(۸)

حنفی فقہائے کرام کے نزدیک مخنث وہ ہے جو مردوں کے علاوہ افعال میں ڈھیلا پن اور لچک و نرمی وغیرہ کی زیادتی کرے۔ وہ فاسقوں میں سے ہے، اسے عورتوں سے دور رکھا جائے گا، اور اس کی زبان و کلام میں نرمی او ر اعضاء میں ڈھیلا پن حقیقتاً و پیدائشی ہو اور وہ عورتوں کا خواہش مند نہ ہو تو اسے ہمارے بعض مشائخ نے عورتوں میں رہنے کی اجازت دی ہے۔(۹) مالکی مذہب میں ہے کہ مخنث وہ نہیں ہے جو بدکاری میں مشہور اور اس کی طرف منسوب ہو بلکہ مخنث وہ ہے جس کی تخلیق میں بہت زیادہ نسوانیت ہو،یہاں تک کہ وہ نزاکت میں،بولنے میں،دیکھنے میں،گانے میں اور عقل و فعل میں عورتوں کے مشابہ ہو، چاہے اس میں بدکاری کی عادات ہوں یا نہ ہوں۔اصل میں تخنث ڈھیلا پن اور نرمی ہے۔ جب کسی میں مذکورہ صفات پائی جائیں اور وہ عورتوں کا خواہشمند بھی نہ ہو، کمزور عقل ہو اور لوگوں کے امور نہ جانتا ہو، بے وقوف ہو تو اس وقت وہ غیر اولی الاربہ ہو گا، اس صورت میں اس کا عورتوں میں جانا جائز ہے۔(۱۰)شوافع کے نزدیک مخنث وہ ہوتا ہے جو عورتوں کی عادات ا فعال اپنائے۔اگر یہ پیدائشی طور پر ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔(۱۱) فقہائے حنابلہ کہتے ہیں کہ ایسا مخنث جس میں شہوت نہ ہو تو دیکھنے میں اس کا حکم ذومحرم کا ہے۔اگر وہ شہوت والا ہواور عورتوں کے امور پر واقف ہوتو اس کا حکم غیر محرم کا ہے۔(۱۲)۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ میں مخنث کی دو اقسام ہیں۔پہلی قسم پیدائشی مخنث کی ہے یعنی جس کے کلام میں نرمی اور اعضاء میں لچک پیدائشی طور پر ہو اور وہ کسی برے فعل کے ساتھ مشہور نہ ہو اور نہ ہی اسے فاسق سمجھا جاتا ہو۔(۱۳)

احادیث مبارکہ میں واردشدہ مذمت و لعنت میں ایسا مخنث داخل نہیں ہے۔دوسری قسم

ان خنثیٰ کی ہے جو شکل و صورت اور افعال میں عورتوں کی بناوٹ اختیار کرے اور عمداً گفتگو میں نزاکت اور اعضاء میں لچک پیدا کرے۔یہ طرز اختیار کرنا بری عادت اور گناہ ہے۔ اس کے کرنے والے کو گناہ گار اور فاسق سمجھا جائے گا۔(۱۴)

خواجہ سراؤں کی چوتھی قسم کو اقوای کہتے ہیں، جس کی آگے مزید دو اقسام ہیں۔ ایک زنانہ اور دوسری زنخا۔زنانہ ایسے مخنث کو کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوکر اپنی وضع قطع خواجہ سراؤں سی بنالے اور زنخا لڑکا یا مرد ہوتا ہے جسے خواجہ سراؤں کا گروہ ترغیب دے کر اپنے ساتھ شامل کرلیتا ہے۔ زنخا اور زنانہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زنانہ خود خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اور زنخے کو یہ لوگ ترغیب دے کر اپنے ساتھ ملالیتے ہیں۔ایسے لوگ بھی اقوای میں شامل ہوتے ہیں جنھوں نے صرف پیشے کے طور پر یہ روپ دھار رکھا ہے یا پھر وہ لوگ جو بچپن میں ہونے والی جنسی زیادتی کے نتیجے میں معمول کی زندگی بسر کرنے سے گریزاں ہیں۔

خواجہ سراء کا تاریخی پس منظر

خواجہ سراء ابتدائی ادوار میں

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس دور میں یہ خواجہ سرا کے نام سے جانے جاتے تھے اور لفظ خسرہ لفظ خواجہ سرا سے ہی نکلا ہے۔فارسی زبان میں خواجہ سراء ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں۔خواجہ سراء دورحاضر کی پیداوار نہیں، بلکہ اس کے سوتے قدیم تاریخ سے ملتے ہیں۔ خواجہ سراؤں کے ابتدائی آثار ہمیں دنیا کے اُن تمام سماجوں میں نظر آتے ہیں، جہاں نوجوان خوب صورت اور خوش گلولڑکوں کو آختہ کرکے انہیں حرم سرا کی حفاظت کیلئے مامور کیا جاتا تھا۔نوجوانوں کو آختہ کرکے خواجہ سرا بنانے کے قدیم مذہبی نقطہ نظر کے بارے میں علی عباس جلال پوری اپنی کتاب ''جنسیاتی مطالعے'' میں رقم طراز ہیں:

> روم میں ہر سال پوپ کے حکم سے سینکڑوں لڑکوں کو آختہ کیا جاتا تھا تاکہ بڑے ہوکر بھی ان کی آواز کی دل کشی برقرار رہے اور وہ مذہبی سنگیت منڈلیوں میں گاسکیں۔پادری انہیں حرص وہوس کا نشانہ بناتے تھے۔ ان ہیجڑوں کے باعث روم سدومیت کا مرکز بن گیا۔

> مفتوح اقوام فاتح اقوام کو صرف سونے چاندی کی شکل میں خراج ادا نہیں کرتی تھیں بلکہ اس سلسلے کا سب سے قبیح پہلو یہ تھا کہ انہیں اپنی قوم کے خوب صورت نوجوانوں کو بھی خراج کی صورت میں پیش کرنا پڑتا تھا۔ ہر سال کالچس کے باشندے ایک سو لڑکے اور ایک سو لڑکیاں بہ طور خراج شہنشاہ ایران کو بھیجتے تھے ان میں بعض لڑکوں کو ہیجڑے بنا کر حرم کی خدمات پر مامور کیا جاتا تھا۔کنیزوں کی حفاظت پر خواجہ سرا (ہیجڑے)مامور تھے،جنہیں معلم،تیخ اور خادم بھی کہا جاتا تھا۔مقالیہ ہیجڑے فرانس سے برآمد کئے جاتے تھے جہاں لڑکوں کو مخنث بنانے کیلئے یہودیوں نے کارخانے کھول رکھے تھے۔واردوں کا کارخانہ ازمنہ وسطی میں رسوا زمانہ تھا،وینس جنیوا اور فلورنس کے شہروں میں غریب ماں باپ کے بچے خرید کر ہیجڑے بنائے جاتے تھے اور اسلامی ممالک کو برآمد کئے جاتے تھے۔خواجہ سرا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتے تھے اور کنیزوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے ان تمام باتوں سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ خواجہ سرا بنانے کی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہو،اس کا بنیادی مقصد حرم میں موجود خواتین کی ایسی دیکھ بھال تھا کہ دیکھ بھال کرنے والے خود کسی قسم کی جنسی سرگرمی میں حصہ نہ لے سکیں۔(۱۵)

مرد کو اس کی نسل کی افزائش سے محروم کرنے کی یہ رسم اور طریقہ بہت پرانا ہے سنسکرت میں اس کیلئے جو لفظ استعمال ہوتا ہے، اس کا مطلب 'فوطہ کاٹ ڈالنا' ہے،جس سے عضو تناسل بے کار ہوجاتا ہے۔ دوسرے طریقوں سے مردانہ قوت ختم کردینے کیلئے بھی یہی نام استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات فوطے پتھر سے کچل دیئے جاتے تھے یا انہیں سرخ سلاخ سے داغ دیا جاتا، اور کبھی بانس کی کھپچی سے فوطے تھیلی سے باہر نکال دیئے جاتے۔ ساری دنیا میں مروج اس ظالمانہ عمل کی ہزاروں سال پہلے ٹھوس وجوہ سے ابتداء ہوتی گئی۔

تقریباً ہر تہذیب میں جانوروں کو آختہ کیا جاتا تھا۔ گزرنے والے جانور کا مزاج دھیما ہوجاتا تھا۔حکمرانوں کو خیال آیا کہ اپنے غلاموں کو مزید وفادار بنانے کیلئے یہ طریقہ کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ یوں کئی ہزار سال پہلے غلاموں کی خدمت گزاری اور کارگزاری میں اضافے کیلئے اجتماعی سطح پر آختائی کا طریقہ استعمال کیا جانے لگا۔جنگ کے خاتمے پر فاتح نے مفتوح کو زیادہ عرصے تک اورنسل درنسل مغلوب رکھنے کیلئے یہ طریقہ استعمال کیا۔ مقتول دشمن کسی کام کا نہیں۔ زندہ دشمن کو غلام بنا کر کام لیا جاسکتا ہے،جب کہ آختائی سے

اس کے قبیلے کا نام و نشان مٹایا جاسکتا ہے۔(۱۶)

معروف بزرگ امیر خسروؒ کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اس صنف سے تعلق رکھتے تھے لیکن تاریخ سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ آیا آپ اسی صنف سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔ البتہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی، جب کہ خواجہ سراؤں کے بارے میں مشہور ہے کہ شروع شروع میں یہ انہی کے گیت گاتے تھے۔ غالبًا اسی نسبت سے انہیں خسرا کہا جانے لگا۔تاہم مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیر خسرو کو فرزندان معنوی کے علاوہ اولاد ظاہری بھی عطا کی تھی۔ ان کے بیٹے کا نام ملک احمد تھا جو شاعر اور سلطان فیروز شاہ کا دربار ندیم تھا۔(۱۷)

تاریخی شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نواب اودھ واجد علی شاہ نے اپنی فوج میں خواجہ سراؤں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تشکیل دے رکھا تھا جو کہ تاریخ میں خواجہ سراؤں کی باقاعدہ واحد فوجی بٹالین تھی اور ان کی یونیفارم بھی زنانہ لباس پر مشتمل تھی۔ان افراد کو تکنیکی بنیاد پر نامرد نہیں کہا جاسکتا۔ ایک عام مرد بھی اس چیز کا شکار ہوسکتا ہے۔یہ عام طور پر وہ افراد ہوتے ہیں جن کی جنس پیدائش کے وقت متعین نہیں کی جاسکتی اور بڑے ہونے پر مختلف ہارمونل جانچ پڑتال کے بعد ان کو قریبی مرد یا عورت کہا جاسکتا ہے۔اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کا ہارمونل بیلنس کس طرف زیادہ ہے۔تاہم وہ عام انسانوں کی طرح اپنی نسل کو آگے بڑھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

خواجہ سراؤں کو چار اقسام یعنی پیدائشی مخنث مرد، پیدائشی مخنث عورت، نربان اور قوی میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ان میں پیدائشی مخنث مرد کی تعداد بہت کم ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار خواجہ سراؤں میں کوئی ایک پیدائشی مخنث مرد ہوتا ہے۔پیدائشی مخنث مرد جسمانی ساخت کے اعتبار سے مرد ہوتا ہے مگر خود کو مرد کے جسم میں عورت کی روح تصور کرتا ہے۔ایسے افراد کے اعضائے مخصوصہ یا تو انتہائی مختصر ہوتے ہیں یا سرے سے ہوتے ہی نہیں جس کی وجہ سے یہ نسل انسانی آگے بڑھانے کے قابل نہیں ہوتے۔دوسری قسم پیدائشی مخنث عورت ہے جس کی جسمانی ساخت عورتوں سے مشابہ ہوتی ہے مگر تولیدی اعضاء مکمل نہیں ہوتے۔سائنسی اعتبار سے اس طرح کی معذوری کروموسومز کی طے شدہ تعداد میں

تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔مثال کے طور پر مرد اور عورت کے اختلاط کے نتیجے میں سپرم اور ایگ ملتے ہیں تو تولیدی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔قدرت نے نر کے ڈی۔این۔اے میں ایکس۔وآئی۔کروموسومز رکھے ہیں اور مادہ کے ڈین۔این۔اے میں ایکس،ایکس۔کروموسومز ہیں۔اگر اختلاط کے نتیجے میں ایکس۔ایکس کروموسومز کا ملاپ ہوتو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر ایکس۔وآئی کروموسومز کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔کروموسومز کے اس ملاپ میں کسی بھی طرح کی بے قاعدگی نومولود کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لاسکتی ہے۔جیسے اس ملاپ میں کروموسومز کی تعداد دو سے زیادہ ہوجائے جیسے کہ ایکس۔ایکس۔ایکس یا ایکس۔ایکس۔وآئی۔تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر تو لڑکا یا لڑکی ہوگی مگر اس کا رجحان اور عادات مخالف جنس جیسا ہوگا یعنی اگر جسمانی طور پر لڑکا ہے تو اس کی عادتیں لڑکیوں جیسی ہوں گی اور اگر جسمانی طور پر لڑکی ہے تو اسکی عادات لڑکوں جیسی ہوں گی۔اسی مناسبت سے ان کو پیدائشی مخنث یا پیدائشی ہیجڑی کہا جاتا ہے۔پیدائشی خواجہ سراؤں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مخنث ظاہرنہیں کرتے اور عبادت گزاری میں اپنی تمام زندگی گزار دیتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کی تیسری قسم کو نربان کہتے ہیں۔نربان دو الفاظ کا مجموعہ ہے نر اور قربان یعنی کہ وہ مرد جو اپنا نرپن قربان کرے دے،نربان کہلاتا ہے۔نربان سے مراد ایسا مرد یا لڑکا ہے جو اپنے جبلی رجحان سے مجبور ہو کر تبدیلی جنس کے عمل سے تو نہیں گزرتا مگر اپنے اعضائے مخصوصہ کٹوادیتا ہے اور خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوجاتا ہے۔یہ عمل آپریشن کے ذریعے انجام نہیں پاتا بلکہ ڈیرے کا گروہ ایک رسم کے تحت یہ کام سرانجام دیتا ہے۔خواجہ سراؤں کی چوتھی قسم کو اقوای کہتے ہیں، جس کی آگے مزید دو اقسام ہیں۔ ایک زنانہ اور دوسری زنخا۔زنانہ ایسے مخنث کو کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوکر اپنی وضع قطع خواجہ سراؤں سی بنالے اور زنخا ایسا لڑکا یا مرد ہوتا ہے جسے خواجہ سراؤں کا گروہ ترغیب دے کر اپنے ساتھ شامل کرلیتا ہے۔ زنخا اور زنانہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زنانہ خود خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اور زنخے کو یہ لوگ ترغیب دے کر اپنے ساتھ ملالیتے ہیں۔ایسے لوگ بھی اقوای میں شامل ہوتے ہیں جنہوں نے صرف پیشے کے طور

پر یہ روپ دھار رکھا ہے یا پھر وہ لوگ جو بچپن میں ہونے والی جنسی زیادتی کے نتیجے میں معمول کی زندگی بسر کرنے سے گریزاں ہیں۔

خواجہ سراؤں کو جنسی معذوری کی وجہ سے نہ تو معاشرہ قبول کرتا ہے اور نہ ان کے گھر والے قبول کرتے ہیں۔اس لیے یہ لوگ عام طور پر معاشرے سے کٹ کر متوسط طبقے کی آبادیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔عام انسانوں کے مقابلے میں ان کی اقدار اور رسم و رواج بھی مختلف ہوتے ہیں۔عورتوں کی طرح کا لباس پہنتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں میں ممتاز نظر آئیں۔آپس میں جو زبان بولتے ہیں وہ فارسی چندرنا کہلاتی ہے۔یہ لوگ عموماً ٹولیوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر ٹولی کا ایک لیڈر ہوتا ہے جو گرو کہلاتا ہے۔ گرو سب سے زیادہ تجربہ کار اور عمر رسیدہ شخص ہوتا ہے۔جس گھر میں یہ رہتے ہیں اس کو ڈیرہ کہا جاتا ہے۔ اگر کسی ڈیرے کا گرو مرجائے تو اس کی جگہ نئے گرو کا چناؤ ہوتا ہے۔ منتخب ہونے والے گروہ کے سر پر قل والے دن پگڑی رکھ دی جاتی ہے جب کہ چالیسویں پر نئے گرو کی رسم تاج پوشی کی جاتی ہے جو ڈیرے کی ذمہ داریاں سنبھا ل لیتا ہے۔

خوجہ سراؤں کو معاشی لحاظ سے تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اول، امیر طبقہ جو کہ جائیداد اور قیمتی زیورات کا مالک ہوتاہے ان کی تعداد بہت کم ہے، دوم متوسط طبقہ جس میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو شادی بیاہ،تھیٹر یا کلب میں ناچتے ہیں اور جسم فروشی بھی کرتے ہیں اس طبقے کیلئے ڈیک ڈانسر کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ سوم وہ طبقہ جو رقص کرکے یا بھیک مانگ کر اپنی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔یہ طبقہ رقص کی تربیت مراثیوں سے حاصل کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو طبلہ ڈانسر بھی کہا جاتا ہے۔ خواجہ سراؤں کا یہ طبقہ دیہاتوں اور چھوٹے قصبوں میں پایا جاتا ہے۔یہ لوگ سورج نکلنے سے پہلے تیار ہوکر کام پر نکلتے ہیں اور اگر سورج نکل آئے تو یہ لوگ کام پرنہیں جاتے، چھٹی کرتے ہیں۔

کچھ مذاہب میں آختائی کو روحانی طور پر مضبوطی سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ان کا خیال تھا کہ جنس سے محروم ہونے کے بعد وہ کلی طور پر اپنی زندگی اپنے خدا کی خدمت میں گزار سکیں گے۔عیسائیت کی آختائی کی توصیف کے باوجود اسلام اور یہودیت نے ہمیشہ اس کی زبردست مخالفت کی ہے۔یہودیوں نے انسانوں،جانوروں اور مچھلی کی آختائی کے

خلاف باقاعدہ قانون پیش کیا۔حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا،''وہ جو آختائی اختیار کرتا ہے،وہ میری امت میں سے نہیں''۔ اسلام میں شہوت کو زیر کرنے کیلئے صرف روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بہت سے ممالک میں آختائی تعزیری اقدامات کا حصہ بھی رہی۔کسی دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات قائم کرنے والے کو آختہ کردیا جاتا تھا۔ہندوستان میں اعلیٰ ذات کی توہین پر جنس سے محرومی کی سزا تجویز کی جاتی تھی۔اس طرح سکاٹ لینڈ میں بھاری جرمانہ ادا نہ کرسکنے کی صورت میں بھی مجرم کو مردانہ صفات سے محروم ہونا پڑتا۔ کچھ شاہی معاملات میں بھی مردوں کو آختہ کرکے ہیجڑے بنادیئے جاتے تاکہ وہ نسل پیدا نہ کرسکے۔جو بادشاہ خوف زدہ ہوتے کہ ان کے قریبی رشتہ داران کی اولاد کے حق جانشینی میں مداخلت کریں گے تو ان کے ساتھ آختائی کا طریقہ استعمال کرتے۔

رومن روایت کے مطابق یہ طریقہ سب سے پہلے بابلی تہذیب کی بانی ملکہ نے استعمال کیا تھا۔ اس خدشے کے پیش نظر اس نے اپنے شوہر کےقتل کے بعد تخت کے بہت سے متوقع جانشینوں کو مردانہ صفات سے محروم کردیا۔(۱۸)

خواجہ سراؤں یا خوجوں کا بادشاہوں کے زمانے میں بھی جابہ جا سراغ ملتا ہے۔مغل بادشاہوں کے ہاں خوجوں کی دوقسمیں تھیں۔

اول: پورے خوجے جنہیں اصطلاح میں 'ضدلی' کہتے تھے چونکہ وہ محلات کے اندر آسکتے تھے،اس لیے 'محلی' مشہور ہوگئے۔

دوم: وہ خوجے جنہیں نامکمل یا نیم خوجے کہنا چاہیے ان کیلئے 'بادامی' کی اصطلاح مقررتھی۔وہ محلات کے بیرونی دروازوں پر صرف دربانوں کی خدمت انجام دیتے تھے۔انہیں عموماً 'درباری' کا نام دیا گیا تھا۔(۱۹)

خواجہ سرا اور اسلامی تعلیمات:

احترام آدمیت سے متعلق اسلام یہ اصول وضع کرتا ہے کہ تمام لوگ انسانیت میں برابر ہیں۔ قرآن حکیم تمام انسانوں کو برابر قرار دیتا ہے اور تقویٰ کو باعث شرف و عزت

قرار دیتا ہے۔مخنث ہونا ان کے ساتھ کوئی ظلم و زیادتی نہیں ہے بلکہ ان کی آزمائش ہے۔رسول اللہؐ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر بطور خاص فرمایا کہ اے لوگوں تمہارا رب اورتمہارا باپ ایک ہی ہے،تو کسی عربی کوعجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر،کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر ماسوائے تقویٰ کی بنیاد پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔(۲۰)برابری کا یہ اصول اسلام کے نظریہ مساوات کی بنیاد ہے۔ان کے ساتھ محض کسی جنسی یا جسمانی معذوری کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں رکھا جائے گا۔جنسی کمزوری کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کوئی شخص ناکارہ ہوگیا ہے۔روز مرہ زندگی میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ کسی شخص میں ایک کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی مگر دوسرے کام کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔لہذا اسلام نہ صرف تمام انسانوں کے ساتھ رویہ بہتر کرنے کی ہدایت کرتا ہے بلکہ معاشرتی ناانصافی کی مذمت کرتا ہے اور ایک فرد کے ذمہ دوسرے فرد کے جو حقوق ہیں، انہیں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف حقوق کی ادائیگی پر زور دیا بلکہ اس سلسلے میں اخلاقی ہدایات بھی دی ہیں۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اپنی عملی زندگی میں اس ضابطہ اخلاق کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کا ایک اصول قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

ترجمہ: کسی کو برے لقب اور نام سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برے القاب سے پکارنا برا کام ہے۔(۲۱)

مذکورہ آیت مبارکہ میں کسی شخص کو اس جسمانی عذر کا نام لیکر پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔مثلاً کسی کو لولہا، لنگڑا، اندھا، کانا، خسرا، مخنث کہنا برا لقب اور برا نام ہے اور انتہائی قبیح فعل ہے، طعنہ زنی ہمارے معاشرے کی عام اخلاقی برائی اور بری عادت ہے۔ایسی بات جس سے کسی کی دل آزاری ہو، اس کی سختی سے ممانعت ہے۔قرآن کریم نے اعمی اور اعرج کا لفظ صرف اس صورت میں استعمال کیا ہے جب معذور افراد کے ساتھ لوگوں کے ایک خاص قسم کے رویہ کی نشاندہی کرنا مقصود تھا۔ایسے الفاظ اور کلمات جن سے محتاجی اور قابل رحم و ترس اورحقارت و نفرت کا اظہار ہوتا ہے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔قرآن کریم نے معذور افراد کیلئے جو اصطلاحات کی ہیں وہ صرف افراد کے جسمانی عذر کو بیان نہیں

کرتیں۔جنسی یا جسمانی معذوری یا کمزوری کی بناء پر غیر امتیازی سلوک اسلامی نظام عدل کے منافی ہے۔

عدل اور احسان کا حکم قرآن کریم میں ایک ساتھ آیا ہے۔(۲۲) عدل معاشرہ کے ہر فرد کا بنیادی حق ہے لیکن احسان صرف ان لوگوں کا حق ہے جو احسان کے مستحق ہیں اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو کسی دماغی یا جسمانی عارضہ کی وجہ سے مفید زندگی گزارنے سے قاصر ہیں۔ ایسے افراد کو زندگی کی جملہ سہولیات،خدمات،ضروریات و اشیاء فراہم کرنا معاشرے اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ایک مرتبہ جبرائل علیہ السلام نے جب رسول اللہؐ سے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپؐ نے جواب میں احسان کو عبادت قرار دیا ہے۔(۲۳)

اسی طرح اسلام نے تقسیم وراثت کے اصول میں بھی عدل و احسان کے طرز عمل کو پیش نظر رکھا ہے۔ آباؤاجداد کے ترکہ میں حصہ پانے والے ورثاء کو قرآن کریم نے رجال اور نساء کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔رجال اور نساء جنس کے اعتبار سے عام ہیں۔جہاں تک خنثیٰ مشکل کا تعلق ہے تو ان کے سلسلے میں وصیت کی جاسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں نسخ کے عدم جواز کے قائلین کے مطابق آیت وصیت کے عملی اطلاق کی یہی صورت ہے کہ جب ورثاء میں سے کوئی اہم وارث وراثت کی شرعی تقسیم میں محروم ہورہا ہوتو صلہ رحمی کے طور پر ان کیلئے وصیت کردی جائے مثلاً غیرمسلم والدین،یتیم پوتا اور خنثیٰ مشکل وغیرہ۔احساس محرومی اور احساس کمتری میں مبتلا ایسے لوگ احسان کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔اسلام نے کفالت عامہ کا جو نظام متعارف کروایا ہے اس میں معاشی طور پر محروم افراد کی کفالت اور بحالی کیلئے بنیادی ذمہ داری حکومت اور معاشرہ کے سپرد کی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جوشخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (۲۴)اور یہ لوگ صلہ رحمی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔کمزور افراد کے سلسلے میں رسول اللہؐ کی تعلیمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان کی ضیافت،خدمت باعث عزت اور رزق میں کشادگی کا سبب ہے۔حضرت سعد بن وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم کو جو مدد ہوتی ہے یا روزی ملتی ہے وہ غریب کمزور لوگوں کی وجہ سے ہے۔(۲۵)

مخنث کی شرعی حیثیت و مسائل

مخنث کی نماز

خنثیٰ کی تذکیرو تانیت میں چونکہ شک پایا جاتا ہے، اس لئے جب وہ امام کے پیچھے نماز کیلئے کھڑا ہوگا تو مردوں اور عورتوں کے درمیان علیحدہ صف میں کھڑا ہوگا اور خواتین کی طرح قعدہ کرے گا۔(۲۶)امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ ہے کہ وہ قناع کے ساتھ نماز ادا کرے۔اگر اس نے بغیر قناع کے نماز ادا کی تو اسے لوٹانے کا نہیں کہا جائے گا لیکن بطور استحباب ایسا کیا بھی جاسکتا ہے۔اگر خنثیٰ مذکورہ قریب البلوغ اور آزاد ہو اور اس کی عمر اس قدر ہوگئی ہے کہ جو شرعی طور پر سن بلوغت ہے اور اس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تو اس کی نماز بغیر قناع کے جائز نہیں ہوگی۔خنثیٰ مشکل کیلئے نماز جمعہ میں شریک ہونا جائز ہے تاہم وہ امامت نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ اس عمل کی تکمیل کرسکتا ہے۔(۲۷)اس لیے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نماز جمعہ ما سوائے غلام،عورت،بچہ اور مریض کے تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔(۲۸)

مخنث کی امامت

پیدائشی طور پر مخنث کی امامت صحیح ہے، تاہم اس کو ایسی حرکات کو چھوڑنے کا حکم دیا جائے گا اور ان کے چھوڑنے پر بتدریج پابند کیا جائے گا۔اگر وہ اس کے چھوڑنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں ہے۔اگر جان بوجھ کر بناوٹ اختیار کرلے تو وہ گناہ گار و فاسق ہے۔جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نماز با جماعت سنت موکدہ ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے تاہم اگر اس نے جماعت کروا دی تو نماز درست ہوگی۔(۲۹) البتہ اگر کسی نے مشرک،عورت یا خنثیٰ مشکل کی اقتداء میں نماز ادا کی تو وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔(۳۰)امام بخاریؒ نے امام زہریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ مخنث کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے، مگر کسی ایسی وجہ سے یا حالت و ضرورت کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا۔(۳۱)خنثیٰ مشکل جس طرح عام لوگوں کی امامت نہیں کرواسکتا اسی طرح وہ اپنے ہی جیسے خنثیٰ کی بھی امامت نہیں کروا سکتا، اس لیے کہ شاید

امام عورت اور مقتدی مرد ہو۔(۳۲تاہم خنثیٰ مشکل عورتوں کی امامت کرواسکتا ہے اور امامت کیلئے وہ عورتوں سے آگے صف میں کھڑا ہوگا۔چونکہ اس کے مرد و عورت ہونے میں شبہ پایا جاتا ہے اس لئے اگر وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑا ہوگا تو نماز باطل ہوگی۔(۳۳) نس بندی کئے ہوئے شخص کی امامت کے سلسلے میں فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ نس بندی کرلینے کے بعد بھی آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے،عورت یا مخنث کے حکم میں نہیں ہوجاتا۔ اس لئے امامت کے مسئلہ میں بھی اس کے احکام مردوں کے ہیں۔ اس کی امامت درست اور جائز ہے۔اگر اس کی نس بندی جبراً کی گئی ہے تو اس کا کوئی قصور بھی نہیں اور اگر اس نے ازخود برضاورغبت کی ہوتو موجب فسق ہے۔ توبہ اور ندامت کے بعد کراہت ختم ہو جائے گی۔ چونکہ نس بندی ناجائز اور خلق اللہ میں تبدیلی ہے، اس لئے فاسق ہونے کے باعث جب تک تائب نہ ہو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

مخنث کا احرام

احرام میں مرد ان سلے اور عورتیں سلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ان سے کپڑوں میں ستر کھلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لئے مخنث کے بارے میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ خواتین کا لباس پہنے کیوں کہ وہ ستر کو اچھی طرح چھپاتا ہے، اور اس کیلئے ضروری ہے کہ ذی رحم محرم کے ساتھ شرعی سفر کرے۔(۳۴)

مخنث کی وراثت

ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ سے خنثیٰ کی میراث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں سے پیشاب کرے گا،اسی پر اعتبار ہوگا۔عبدالرزاق نے بھی اپنی کتاب المصنف میں حضرت علیؓ سے اسی طرح روایت کی ہے کہ اگر دونوں جگہ سے پیشاب کرتا ہے تو جہاں سے پہلے پیشاب نکلتا ہے اس آلہ کا اعتبار کیا جائے گا۔(۳۵)یہ متفق علیہ امر ہے لیکن اگر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوکہ وہ خنثیٰ مرد ہے یا عورت تو ایسی صورت میں اسے کم تر حصہ کا مستحق خیال کیا جائے گا۔اگر مرد قرار دینے کی صورت میں حصہ کم ملتا ہے تو مرد قرار دیا جائے گا،اور اگر عورت قرار

دینے سے حصہ کم ملتا ہے تو اس کو عورت قرار دیا جائے گا۔یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔صاحبین کے نزدیک بھی یہی مختار ہے۔اور اکثر صحابہ سے بھی یہی منقول ہے کہ خنثیٰ مشکل کیلئے جس میں اس کا نقصان ہو وہی اس کا حصہ ہے۔ البتہ امام شعبیؒ مرد و عورت دونوں کے حصول کو جمع کرکے اس کا حصہ دلواتے ہیں،لیکن فتویٰ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ہے۔(۳۶)

مخنث کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا

ایک صورت تو یہ ہے کہ ایسا مخنث جس کو عورتوں کے معاملات میں رغبت ہو تو اس کے معاملات پر مطلع ہونے اور ان کی طرف دیکھنے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(۳۷)دوسری صورت میں یہ ہے کہ کوئی شخص پیدائشی مخنث ہواور اسے عورتوں میں کوئی دلچسپی نہ ہو تو اس کے بارے میں دو قول ہیں اولاً یہ کہ مالکیہ،حنابلہ اور بعض حنفیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ عورتوں کی مشابہت ترک کرنے پر اس کو رخصت دی جائے گی اور اس کے عورتوں کی طرف دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔(۳۸)

مخنث کا ذبیحہ اور اس کا پکایا ہوا کھانا

احناف واضح طور پر مخنث کے ذبیحہ کے جواز کے قائل ہیں۔(۳۹)اور مالکیہ کے نزدیک فاسق کا ذبیحہ مکروہ ہے۔(۴۰) شوافع کے نزدیک فاسق کے ذبیحہ کو صحیح شرعی ذبیحہ شمار کیا جاتا ہے۔(۴۱)تو خنثیٰ مشکل کا ذبیحہ بدرجہ اولی حلال ہے۔ جبکہ حنابلہ کے نزدیک فاسق کا ذبیحہ مباح ہے اور ظاہر یہ کا بھی یہی مذہب ہے۔(۴۲)حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور فقہائے کرام مخنث کے ذبیحہ کے مباح ہونے کے قائل ہیں، ماسوائے بعض فقہائے مالکیہ کے کہ اسے مکروہ جانتے ہیں اور کراہت جواز کے منافی نہیں ہے۔

مخنث کی گواہی

خنثیٰ مشکل کی گواہی جائز ہے،چونکہ یہ بمنزلہ عورت کے ہے اس لئے حدود قصاص میں اس کی گواہی معتبر نہیں ہے۔(۴۳)فقہائے احناف کے نزدیک ایسے مخنث کی گواہی قبول

نہیں کی جائے گی جس کی گفتگومیں بناوٹی طور پر عورتوں سے تشبیہ کیلئے نرمی و نزاکت اور اعضاء میں ڈھیلا پن ہو۔اگر کسی مخنث کی گفتگو میں نزاکت اور اعضاء میں لچک پیدائشی طور پر ہو اور وہ افعال بد کے ساتھ مشہور بھی نہ ہو تو وہ مقبول الشہادۃ اور عادل ہے۔ (۴۴) شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں کہ عورتوں سے تشبیہ حرام ہے اس لئے اس کی گواہی کو رد کیا جائے گا۔ تشبیہہ سے مراد عمداً تشبیہ ہے، طبعی طعر پر تشبیہ مراد نہیں ہے۔خنثیٰ کی گواہی بلوغت سے پہلے جائز نہیں ہے۔اگر بلوغت کے بعد بھی اس کی حقیقت واضح نہ ہو تو صورت حال واضح ہونے تک گواہی کو قبول کرنے میں توقف کیا جائے گا۔(۴۵) مجلود فی القذف کے ضمن میں حکم قرآنی کے عموم پر عمل کرتے ہوئے اگر مخنث کسی پر تہمت لگائے تو اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

مخنث کا نکاح اور متعلقہ احکام

خنثیٰ میں مردانہ یا زنانہ اوصاف کے ظہور سے یعنی بلوغت سے پہلے اگر اس کے والدین نے اس کا نکاح کسی عورت یا مرد سے کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا تاہم حقیقت کے واضح ہونے تک یہ نکاح موقوف رہے گا اور دونوں ایک دوسرے کے وارث بھی نہیں ہوں گے۔ اگر خنثیٰ مذکور کا حال واضح ہونے کے بعد اس کا والد اس کا نکاح کسی عورت سے کردے اور پھر بلوغت کے بعد وہ اس عورت سے مباشرت نہ کرسکا تو اسے عام مردوں کی طرح ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔(۴۶)

ایک خنثیٰ مشکل جو قریب البلوغ ہے اور اپنے ہی جیسے خنثیٰ مشکل سے اس یقین پر نکاح کرلیا کہ ان میں سے ایک مرد اور دوسرا عورت ہے۔دونوں کی حقیقت معلوم ہونے تک یہ نکاح موقف رہے گا کیونکہ وہ دونوں مرد بھی ہوسکتے ہیں اور عورت بھی۔اگر اشکال ختم ہونے سے پہلے ہی ان میں سے ایک کا انتقال ہوگیا تو زندہ مرنے والے کا وارث نہیں ہو گا۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں مشکل ہیں تو ان کا نکاح جائز ہوگا بشرط یہ کہ ان کا یہ نکاح ان دونوں کے باپ نے کیا ہو۔اس لئے کہ ایک فریق کے والد نے مرد اور دوسرے نے عورت ہونے کی خبر دی ہے اور ان کی خبر شرعی طور پر مقبول ہے۔لہذا جب

تک اس کے خلاف ظاہر نہ ہو تو اس خبر کی بنا پر نکاح کے صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ اگر دونوں کے والدین کا انتقال ہوگیا اور پھر وہ خود مرگئے اور ہر ایک کے وارث نے گواہ قائم کرلئے کہ میرا مؤرث شوہر اور دوسرا عورت زوجہ تھا تو اس کی بات پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اگر ایک فریق کے گواہ پہلے قائم ہوئے اور ان کے موافق حکم ہو گیا، پھر دوسرے فریق کے گواہ حاضر ہوئے تو دوسرے فریق کے گواہ باطل ہو جائیں گے اور پہلا حکم قضاء بحال اور ثابت رہے گا۔(۴۷)

مالکیہ کے نزدیک ایک خنثیٰ کا اپنے مثل دوسرے سے شادی کرنا صحیح ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے کیونکہ ارکان عقد میں سے ایک اہم رکن میں بگاڑ پیدا ہوگیا ہے اور وہ معتقدین میں سے ایک کا مرد اور دوسرے کا عورت ہونا ہے۔جب شادی ہی باطل ہے تو پھر نہ مہر واجب ہوتا ہے اور نہ ہی نسب ثابت ہوتا ہے۔جب نکاح ہی خلاف شرح ہو گا تو ان کے درمیان مفارقت کے بعد نہ تو عدت ہے اور نہ ہی حرمت مصارہرت ثابت ہوتی ہے اور یہ ایسا ہے گویا کہ کچھ ہواہی نہیں ہے۔

اگر کسی مرد نے شہوت سے کسی خنثیٰ مشکل کا بوسہ لے لیا تو اس کی حقیقت حال واضح ہونے تک اس مرد کا خنثیٰ مشکل کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائی اور کہا کہ اگر تو لڑکی جنے گی تو تجھے طلاق اور عورت نے خنثیٰ مشکل کو جنم دیا۔مخنث کی حقیقت حال واضح ہونے تک اس کو طلاق واقع نہیں ہوگی۔(۴۸)

مخنث کا مرد یا عورت ہونے کا اقرار

بلوغت یعنی حقیقت حال واضح ہونے سے قبل اگر کوئی مخنث اپنے مرد یا عورت ہونے سے متعلق خود اقرار کرے تو اس کا یہ اعترافی بیان قابل قبول نہیں ہوگا۔جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ مخنث خنثیٰ مشکل ہے تو اس کے مرد یا عورت ہونے سے متعلق اس کے والد کا بیان قبول کیا جائے گا۔ اسی طرح والد کی عدم موجودگی میں قریب البلوغ مخنث کے بارے میں اس کے وصی کے اقرار کو اس کے حق میں قبول کیا جائے گا،البتہ اگر اس کا خنثیٰ

مشکل ہونا معلوم و معروف ہو تو اس کے حق میں وصی کے بیان کو قبول کیا جائے گا اور خنثیٰ مشکل کے جملہ احکام نافذ ہوں گے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ خنثیٰ ہے اور اس سلسلے میں گواہ بھی قائم ہوچکے ہیں تو ایسے خنثیٰ مشکل کا اپنے مرد یا عورت ہونے سے متعلق دعویٰ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔(۴۹)

خنثیٰ مشکل کا غسل اور کفن دفن

پیدائشی مخنث افراد کا کہنا ہے کہ جب موت قریب آتی ہے تو ان کو پتا چل جاتا ہے۔موت سے قبل ان کی ناف میں درد شروع ہوتا ہے جو کہ سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ آج تک یہ نہیں ہوا کہ کسی کو یہ درد ہوا ہو اور وہ زندہ بچ گیا ہو۔البتہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس درد کے ہونے کے بعد وہ کتنی دیر زندہ رہے گا۔خواجہ سراؤں میں جب کوئی مر جاتا ہے تو تمام مخنث پوری طرح تیار ہو کر اس کی میت پر آتے ہیں اور خوب رونا دھونا اور ماتم کرتے ہیں۔مرنے والے کے ساتھ سادہ کپڑوں میں جاتے ہیں۔خواجہ سراؤں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ جن میں پیدائشی ہیجڑا،پیدائشی ہیجڑی،نربان اور اقوای شامل ہیں۔کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی نربان مخنث فوت ہوجائے تو اسے رات کے اندھیرے میں میں دفنایا جاتا ہے۔نربان کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی قبر کا تعویز بنایا جاتا ہے البتہ اقوای مخنث کی نماز جنازہ بھی ہوتی ہے اور اسے دن کی روشنی میں دفنایا جاتا ہے۔

مخنث بھی انسان ہی ہیں اور وہ بھی مردوں اور عورتوں کی طرح احکام شریعت کے مکلّف ہیں۔البتہ جیسے مردوں وعورتوں کے احکام میں فرق ہے اسی طرح خنثیٰ کبھی مرد کے حکم میں ہوتے ہیں اور کبھی عورتوں کے اور کبھی مرد و عورت کے ملے جلے احکام کے ہوتے ہیں اور جو بھی احکام شریعت کا مکلّف ہے،حساب و کتاب اور ثواب و عقاب ان سے متعلق ہو گا، اس لئے آخرت میں خنثیٰ کے ساتھ بھی حساب اور جزاء کا معاملہ ہوگا۔مرد یا عورت ہونے کی حقیقت واضح ہونے سے پہلے اگر مخنث کا انتقال ہوجائے تو اسے نہ مرد غسل دے اور نہ عورت، بلکہ اسے تیمّم کروادیا جائے گا اور اگر تیمّم کروانے والا کوئی اجنبی ہے تو وہ خرقہ سے تیمّم کروائے گااور اگر وہ اس کا ذی رحم محرم ہے تو بغیر خرقہ کے تیمّم کروائے

گا۔یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ وہ قابل شہوت نہ ہو۔اگر فوت شدہ مخنث بچہ ہے تو چاہے اسے مرد غسل دے یا عورت، اس میں کوئی حرج نہیں۔(۵۰)

امام سرخسیؒ نے تصریح کی ہے کہ اگر مردوں،عورتوں،بچوں اور خنثیٰ مشکل کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی جائے تو امام کے قریب سب سے پہلے مرد پھر بچہ خنثیٰ اور پھر عورت کی میت کو رکھا جائے۔(۵۱) اسی طرح اگر اجتماعی تدفین کی نوبت آئے تو سب کو مذکورہ بالاترتیب سے قبلہ کی قربت کی لحاظ سے دفن کیا جائے گا اور سب کے درمیان مٹی سے پردہ حائل کیا جائے گا۔ (۵۲)عام مسلمانوں کی طرح ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی البتہ اگر مرنے والے مخنث کا مرد وعورت ہونا واضح نہیں ہے تو اس پر عورتوں کے احکام لاگو ہوں گے۔ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور دعائے مغفرت بھی کی جائے گی۔

حدود قصاص میں مخنث کی مسؤلیت

اسلام کا مزاج سزاؤں کے نفاذ کا نہیں ہے بلکہ متعدد نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام عفوودرگزر اور پردہ پوشی کی تعلیم دیتا ہے۔ تاہم کسی کو معاشرتی ماحول خراب کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ جلب منفعت اور دفع مضرت کے اصول کے تحت اسلام میں حدود تعزیرات کا عادلانہ نظام وضع کیا گیا ہے جو اسلامی ریاست کے ہر فرد پر لاگو ہوتا ہے۔ حدود کے سلسلے میں رسول اللہ ؐ کی اصولی رہنمائی یہ ہے کہ حدود کو شبہ کی بنیاد پر ساقط کردیا جائے اور امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی سے بہتر ہے۔(۵۳)مخنث پر جرم کی نوعیت کے اعتبار سے حدود و کفارات کا نفاذ کیا جائے گا۔لہذا مخنث اگر عمل قوم لوط کا ارتکاب کرے گا تو رسول اللہؐ کے ارشاد مبارک کے مطابق فاعل اور مفعول دونوں کوقتل کردیا جائے گا۔(۵۴)

اگر کسی نے خنثیٰ مشکل پر بلوغت سے پہلے تہمت یعنی قذف لگائی یا اس نے کسی شخص کو مقذوف کیا تو دونوں صورتوں میں قاذف پرحد شرعی نافذ نہیں ہوگی۔اس لئے کہ اگر قاذف مخنث ہے تو عدم بلوغت کی وجہ سے مرفوع القلم ہے اور اگر قاذف کوئی مرد ہے تو

اس پر اس وجہ سے حد نافذ نہیں ہوسکتی کہ حدو نفاذ کیلئے احصان کی شرط کا پورا ہونا لازم ہے جبکہ مخنث عدم بلوغت کی وجہ سے غیر محصن ہے۔اگر مخنث نے بلوغت کے بعد لیکن مردانہ یا زنانہ اوصاف کے ظہور سے پہلے کسی کو مقذوف کیا یا اس پر کسی شخص نے قذف لگائی تو مخنث پر بلوغت سے پہلے اور اس کے بعد حد نہیں لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ اس کے مرد اور عورت ہونے میں شک ہے۔اگر تو وہ مرد ہے تو بمنزلہ مجبوب ہے اور اگر عورت ہے تو وہ بمنزلہ رتقاء کے ہے۔لہذا جو شخص مجبوب مرد یا رتقاء عورت پر قذف لگائے تو اس پر حد واجب نہیں ہو گی۔ اگر خنثیٰ خود قاذف ہے تو بلوغت سے پہلے قذف کرنے پر حد واجب نہیں ہو گی جب کہ بلوغت کے بعد واجب ہوگی،کیونکہ مجبوب بالغ یا رتقاء بالغ ہے۔ اگر کسی پر قذف لگائے تو اس پر حد کا نفاذ کیا جائے گا۔اگر مخنث نے بلوغت کے بعد چوری کی تو اس پر حد واجب ہوگی اور کسی دوسرے نے اس کا چوری کے نصاب جتنا مال چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔خنثیٰ کے بالغ ہونے اور اس کا حال ظاہر ہونے سے پہلے اگر کسی نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو ا س کے ہاتھ کاٹنے والے پر قصاص لازم نہیں ہوگا،بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے مخنث کو عمداً قتل کردیا تو قاتل پر قصاص واجب ہوگا۔اگر کسی مخنث نے عمداً کسی کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر قصاص بجائے ارش واجب ہو گا۔ البتہ بلوغت اور حقیقت کھلنے سے پہلے کاٹا تو ارش مخنث کی عاقلہ پر ہوگی اور بلوغت کے بعد اس کے ذاتی مال سے ادا کی جائے گی۔(۵۵)

تبدیلی جنس کے بعد شرعی احکام

موجود دور میں تبدیلی جنس کے کامیاب آپریشن کئے جارہے ہیں۔ اس صورت حال میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اگر لڑکا لڑکی بن جائے تو اس کا ستر کیا ہو گا؟ وہ تنہا سفر کرسکے گی یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہو گا؟ نماز میں وہ مردوں کے برابر کھڑی ہوگی یا پیچھے؟ مردوں کی امامت کرنا اس کیلئے جائز ہوگا یا نہیں؟ زیورات پہننا اور سونے کا استعمال کرنا اس کیلئے جائز ہوگا یا نہیں؟ اس کا نکاح مرد سے ہوگا یا عورت سے؟ اور یہ کہ میراث میں اس کو مرد ہونے کے لحاظ سے حصہ ملے گا یا عورت ہونے کے لحاظ سے؟

اس ضمن میں اصولی بات یہ ہے کہ ایک مکمل مرد یا ایک مکمل عورت کا اپنی جنس تبدیلی کرا لینا حرام اور شدید گناہ ہے۔اگر کسی مرد کے اندر کچھ زنانہ جسمانی علامات ہوں، ان کوختم کرکے مکمل مرد بنادیا جائے، یا کسی عورت کے اندر کچھ مردانہ جسمانی علامات ہوں اور اس کو آپریشن کرکے مکمل عورت بنا دیا جائے، یا اس میں دونوں طرح کی علامتیں برابر ہوں، جس کوخنثیٰ مشکل کہتے ہیں اور آپریشن کے ذریعہ مکمل طور پر ایک جنس بنادیا جائے، یا اس میں ایک جنس غالب ہوجائے،کیوں کہ یہ صورتیں علاج کی ہیں اس لیے یہ صورتیں درست ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اصل خِلقت کے اعتبار سے مرد ہونا چاہیے یا عورت،اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مریض ہے اور بیماری کا علاج کرنا بعض حالات میں واجب،بعض حالات میں مستحب یا کم از کم جائز ہے۔دوسرا اصول یہ ہے کہ کوئی عمل خواہ معصیت کا سبب ہو لیکن جب وہ عمل وجود میں آجائے تو اس عمل سے متعلق شرعی احکام اس پر مرتب ہوتے ہیں۔تیسرا اصول یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جب کسی شے کی حقیقت بدل جائے تو اس پر سابقہ حقیقت کے احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ موجودہ حقیقت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔البتہ اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ تبدیلی جنس کی وجہ سے ایک انسان میں مکمل طور پر دوسری جنس کی خصوصیت آجاتی ہے یا نہیں۔ اگر واقعی ایسی تبدیلی آجاتی ہے تو اب اس پر تبدیل شدہ جنس کے مطابق احکام جاری ہوں گے۔اگر عورت مکمل طور پر مرد بن جائے تو تمام احکام مرد کے جاری ہوں گے۔میراث میں مورث کے انتقال کے وقت کی کیفیت کا اعتبار ہو گا، مثال کے طور پر اگر ایک مورث کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ عورت تھی اور دوسرے مورث کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ مرد بن چکی تھی تو پہلے مورث کے ترکہ میں اسے عورت ہونے کی حیثیت سے میراث ملے گی اور دوسرے مورث کے ترکہ میں مرد ہونے کی حیثیت سے۔ ان سب کی دلیل یہ ہے کہ اعتبار موجودہ حقیقت کا ہے، لہٰذا جو بحالتِ موجودہ مرد ہے،وہ شریعت کے ان اوامرونواہی کی مخاطب ہے،جن میں عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے۔(۵۶)

خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق اقدامات و تجاویز

خواجہ سراؤں کیلئے ایک تو وہ تجاویز ہیں جن کا اسلامی احکام کی روشنی میں فقہ اسلامی کے دور عروج میں تعین ہوا ہے اور ایک آج کے دور میں ایک نئے انداز میں بعض چیزوں کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔اس نوع کے افراد پر اگر بچپن سے توجہ دی جائے تو ایک مخصوص صلاحیت کے علاوہ باقی سارے امور میں ان سے اس طرح کام لیے جاسکتے ہیں جس طرح ایک عام مرد مختلف کاموں کو سرانجام دیتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے دور حکومت میں ان کو دربار اور زنان خانوں کے درمیان پیغام رسانی کیلئے استعمال کیا گیا، درباریوں کی بارہ دریوں میں عشق وحسن کی جنم لینے والی کہانیوں میں کردار دیا گیا۔ یا پھر مجروں اور دیگر مواقع پر رقص و سُرود کیلئے استعمال کیا گیا۔ ایسی سرگرمیوں کی بنا پر ان کو کوئی تعمیری اور خود انحصاری کا کردار نہ مل سکا۔کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں اولین کردار تعلیم کا ہوتا ہے۔تعلیم کسی جسمانی عذر کو ختم تو نہیں کرسکتی البتہ احساس محرومی کو کم ضرور کرتی ہے۔ان لوگوں میں بھی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔تعلیم و تربیت اور اچھے ادارے ان صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں اور اس طرح یہ افراد مفید اور کارآمد شہری بن کر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن کسی معذوری کی صورت میں یہ حق فائق ہوجاتا ہے۔ بحثیت مجموعی ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم افراد کو ان کے اس حق سے محروم نہ کریں اور ان کی جنسی کمزوری کو حصول تعلیم میں رکاوٹ نہ بننے دیں اور ان کے ساتھ غیر امتیازی سلوک نہ برتا جائے۔قانون ساز اداروں میں طبقہ اور علاقہ کی نمائندگی اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے مسائل کو جانتے ہیں۔اقلیت کے لوگ ہی اقلیت کے مسائل کو سمجھتے ہیں اور اسی طرح ان کا معاملہ ہے۔مسائل کی بناء پر ہی قانون تشکیل پاتا ہے،لہذا قانون سازی میں خواجہ سراؤں کی شمولیت ضروری ہے اور بحثیت عوام یہ ان کا حق ہے کہ ان کو نمائندگی دی جائے کیونکہ عام لوگ اس تکلیف دہ احساس کو نہیں جان سکتے۔قانون سازی کے اس حق کو تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے منشور اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں تسلیم کرنا چاہیے

اور انہیں قومی سیاست کے دھارے میں شامل کرنا چاہیے۔

عام طور پر مخنث بچوں کی پیدائش پر لوگوں کے گھر جاتے ہیں اور مبارکباد دے کر مانگتے ہیں۔کسی کے گھر بچہ پیدا ہونے پر خواجہ سراؤں کا مبارک باد دینا اور روزگار کمانا تو عام ہے۔ خواجہ سراؤں کو اسی طور بچوں کو ماں کا دودھ پلانے اور ٹیکے لگوانے کی ترغیب کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔فلاحی پروگراموں کیلئے ان کی تربیت کی جاسکتی ہے۔ انہیں زچہ وبچہ کی صحت کے بارے میں پیغام پہنچانے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔جس گھر میں بچہ پیدا ہوگا خواجہ سراؤں کی ٹیم وہاں جا کر نغمے گائے۔ جن کے بول ذرا مختلف ہوں اور ان کے ذریعے بتایا جائے کہ بچے کو ماں کا دودھ دیں اور زچہ کیلئے صحیح غذا کیا ہے۔عام طور پر خواجہ سراؤں کی تعلیم و تربیت کا کوئی نظام نہیں ہوتا۔ اس لیے اِس بڑے انسانی وسیلے کا کوئی استعمال نہیں ہوپاتا۔اگر حکومت چاہے تو خواجہ سراؤں کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرکے انہیں معاشرتی دھارے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ہسپتالوں میں ان سے نرسنگ کا کام لیا جا سکتا ہے نیز یہ لوگ پولیو کے خاتمہ مہم میں مؤثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ہمارے معاشرے کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ احترام آدمیت نہیں رہا۔ ان لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ معاشرے میں فحاشی پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مانا کہ یہ معاشرے میں کچھ بُرے کاموں کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن یہ برائی بھی اسی معاشرے ہی کی پیداوار ہے۔ان کی یہ تیسری جنس انہیں گندی عادات پر مجبور نہیں کرتی بلکہ معاشرہ ہی کے چند لوگ انہیں اس طرف مائل کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ اسے عادت اور پیشہ بنالیتے ہیں۔ہمارے معاشرے نے ان لوگوں پر ہرقسم کے روزگار کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔پھر ان کے پاس کرنے کو وہی کچھ رہ جاتا ہے جو وہ کررہے ہیں۔ ایک بچہ اگر پیدائشی طور پر معذور ہوتا ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ نہ اس کی زندگی برباد ہونی چاہیے اور نہ ہی اس پر زندگی کے دروازے بند کرنے چاہیں۔ریاست کا قانون سب کیلئے برابر ہونا چاہیے۔حکومت کو چاہیے کہ ان کی مردم شماری کے بعد ان کی تعداد کا تعین کرے اور پھر ان کیلئے ایک ادارہ بنایا جائے اور ایک فنڈ مختص کیا جائے، اس فنڈ سے چھوٹی فیکٹریاں اور کارخانے لگا کر ان سے وہاں کام لیا جائے۔جس کے بدلے میں ان کو اتنا پیسہ ملے کہ یہ

اس طرح سڑکوں اور گھر گھر جا کر بھیک نہ مانگیں اور عزت سے اپنے روزگار سے اپنا گزر بسر کرسکیں۔ تب ہی ان کی معاشرے میں عزت بھی بحال ہوسکتی ہے اور یہ اپنا مقام بھی بنا سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر عوام کا رویہ بالعموم حوصلہ افزائی کم اور حوصلہ شکنی کرنے کا سبب زیادہ ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے ان کو بنیادی حق اور وارثت میں ان کا حصہ دینے اور دیگر اس طرح کی بنیادی باتیں شامل کی ہیں۔اس قانون سازی سے اس بات کی قوی امید ہے کہ خواجہ سراؤں کو بنیادی حقوق مل سکیں گے، جس سے ان کے طرز معاشرت میں مثبت تبدیلی آسکے گی۔

حوالہ جات

۱۔ مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلة،باب فضل الضعفاء والخاملین،رقم ۸۴۸۶۔دارالآفاق الجدیدة، بیروت ۳۹۹۱ء

۲۔ ''آکسفورڈ انگلش ٹو اردو ڈکشنری''مرتبہ،شان الحق حقی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی،تیسری طباعت ۴۰۰۲ء،ص نمبر ۳۵۲

۳۔ مولاناوحید الزمان قاسمی، القاموس الجدید،ادارہ اسلامیات،لاہور،ص ۴۲۱۱

۴۔ ابنِ عابدین،رد المختار علی الدرالمختار،دارالاشاعت کراچی ۹۹۹۱ء،ج۵،ص۵۶۴

۵۔ بخاری محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،باب المتشبهین بالنساء والمتشبهات بالرجال،قدیمی کتب خانہ کراچی،۱۰۰۲ء، ج ۲،ص ۴۷۸

۶۔ تنزیل الرحمٰن،ڈاکٹر،مجموعہ قوانین اسلام ،ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد،ص ۵،۸۸۹۱ء

۷۔ الجامع الصیحیح للبخاری، کتاب اللباس بالالنساء والمتشبهات بالنساء ، دارالفکر، ۳۸۹۱ء،رقم ۷۰۲۲/۵،۶۴۵۵

۸۔ المرغینانی،برهان الدین علی بن ابی بکر، الهدایة فی شرح بدایة المبتدی، کتاب الخنثیٰ، تحقیق طلال یوسف، داراحیاء التراث العربی بیروت ،۳۷۹۱ء،۱/۶۔

۹۔ قدوری،ابوالحسن احمد بن محمد، المختصر القدوری، کتاب الخنثیٰ،مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ،۵۹۹۱ء ص ۴۲۱، نیزالکاسانی،علاؤلدین ابوبکر بن مسعود، بدائع السنائع فی ترتیب الشرائع فَصُل فی بَیَانُ مَا یُعرَفُ بِهِ الخنثیٰ، دارالکتب العلمیة بیروت، ۶۰۴۱ھ/۶۸۹۱ء،۱۲۴/۶۱

۱۰۔ قدری پاشا،الاحکام الشرعیه فی الاحوال الشخصیة، مطبوعہ مصر،۵۹۸۱ء،دفعہ ۳۳۶۔

۱۱۔ السرخسی،شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سهل، کتاب المبسوط، بتحقیق خلیل محی الدین المیس، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۲۴۱ھ/۰۰۰۲ء،۱۰/۲۷۲

۱۲۔ القرطبی،ابوعمر یوسف عبدالله بن محمد،التمهید لمافی الموطا من المعانی والا

سانید،المحقق مصطفیٰ ابن احمد العلوی، الحدیث الاربعون،مؤسستہ القرطبہ،۲۲/۳۷۲۔
۱۳۔ محمد الشربینی الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الالفاط والمنھاج،کتاب الشھادات،مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی وادلادہ بمصر،۱۳۷۷/ ۱۹۵۸ ء،۴/۴۳۰۔
۱۴۔ ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد ابو محمد المقدسی،المغنی فی فقہ الا مام احمد بن حنبل، فصل حکم النظر الی الطفلۃ النی لا تصلح للنکاح، دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۵ ھ، ۷/۴۶۲۔
۱۵۔ اختر حسین بلوچ،تیسری جنس، فکشن ہاؤس، لاہور،2015،ص ۲۰۔۹۱
۱۶۔ ڈیسمنڈ مورس (مترجم:ارشدلازی)،نگار شات،لاہور،۲۰۰۱،ص ۴۷
۱۷۔ شیخ سلیم احمد (مرتب)،امری خسرو، نگار شات، پبلشرز،لاہور، ۲۰۰۷،ص ۸۵
۱۸۔ بلوچ، اختر حسین،تیسری جنس،ص ۲۴۔۲۳
۱۹۔ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور،1987،ج 1
۲۰۔ احمد بن حنبل،مسندامام احمد،تحقیق الار نووط،مؤسستہ الرسالۃ بیروت،۱۹۹۹ء، رقم ۲۳۴۸۹
۲۱۔ الحجرات ۱۱:۴۹
۲۲۔ النحل ۹۰:۱۶
۲۳۔ ابو داؤد،سلیمان بن اشعث،السنن،باب فی القدر ،قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۹۹ء،رقم ۴۶۹۷،۴/۳۵۹۔
۲۴۔ الحمیدی،محمد بن فتوح،الجمع بین الصحیحین البخاری و المسلم،دارابن حزم ،۲۰۰۲ء،ص ۱۸۴۷۔
۲۵۔ حاکم،امام،المستدرک علی الصحیحین،دارالمرفۃ بیروت، ۱۹۸۶ء،رقم ۲۵۰۹،۳/۹۴۳۔
۲۶۔ بدایۃ المبتدی،کتاب الخنثیٰ،فصل فی بیانہ اذا کان للمولود فرج وذکر فھو خنثیٰ،ص ۲۶۵۔
۲۷۔ المبسوط،کتاب الخنثیٰ،۳۰/۱۹۷۔
۲۸۔ السنن ابی داؤد،کتاب الصلاۃ،باب الجمعۃ للملوک والمراۃ،رقم ۱۰۶۹،۲/۴۱۲۔
۲۹۔ بدایۃ المبتدی فی فقہ الامام ابو حنیفہ،ص ۱۴۔
۳۰۔ الخرقی،ابو القاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ،متن الخرقی علی مذھب ابی عبداللہ احمد بن حنبل، باب الامامۃ،دارالصحابۃ للتراث،۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء،۱/۲۹۔
۳۱۔ الجامع الصحیح للبخای، کتاب الجماعۃ والا ما مۃ،باب امامۃ المفتون والمبتدع،رقم ۶۶۳،۱/۲۴۶۔
۳۲۔ الکاسانی،علاء الدین ابوبکر بن مسعو، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،دارالکتب العلمیۃ بیروت،الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء،۱/ ۶۲۸۔
۳۳۔ الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ،الفَصلُ الثَّالِثُ فِی بیَانِ مَن یَصلُحُ اِماماً لِغَیرِہِ، المطبعہ الکبریٰ الامیر یۃ بولاق مصر،۱۳۱۰ھ،۳/۱۳۵۔
۳۴۔ المبسوط، کتاب الخنثیٰ،۳۰/۱۹۳۔

۳۵۔ ایضاً،کتاب الخنثیٰ،۳۰/۱۸۶۔
۳۶۔ قدری پاشا،الاحکام الشرعیة فی الاحوال الثخصیة،دفعه ۳۳۶۔
۳۷۔ ابـن الهـمـام،کـمـال الـدین محمد بن عبدالواحد،فتح القدیر،فَصلُ فِی الوَطءِ وَالنَّظَر وَاللّمس، دارالفکر ۱۹۸۵ء،۲۲/۲۲۲۔
۳۸۔ المبسوط،کتاب الاستحسان،وَالعَبدُ فِیمَا یَنظُرُ مِن سَیَّدَ تِه، ۱۰/۲۷۲
۳۹۔ الـزبیـدی،ابـوبـکـر بـن عـلـی بن محمد الحداد،الجوهرة النیرة شرح مختصرالقدوری،کتاب الصید الزبائع،۵/۲۵۸۔
۴۰۔ الـفـواکــه الـدوانــی عـلــی رســالة ابـن ابــی زیـد الـقیـروانـی،بـاب فِی الضَّحَایَا وَالذَّبَائِحِ وَالعَقِیقَةِ، ۴/۳۲۸۔
۴۱۔ انـظـر: ابـوزکـریـامـحی الـدیـن بـن شـرف الـنـووی،الـمجموع شرح المهذب،بـاب الصید والذبائع،دارالفکر،۹/۷۷
۴۲۔ انظر: لمغنی فی فقة الامام احمد بن حنبل لا بن قدامة،مسالةذبیحة من اطاق الذبح من المسلمین واحل الکتاب حلال،دارالفکربیروت،لطبیعة الاولی،۱۴۰۵ھ،۱۱/۵۵۔
۴۳۔ الفتاویٰ الهندیة،کِتَابُ الشَّهَادَاتِ،فصل فیمن لا تقبل الشهادة،۵۲/۳۴۶۔
۴۴۔ الجوهرة النیرة،کتاب الشهادات،۵/۴۵۰۔
۴۵۔ الفتاویٰ الهندیة،۶/۴۳۸۔
۴۶۔ مـحـمـود بـن احـمـد، الـمـحیـط البـرهـانـی فی الـفـقه النعمانی،کتاب النکاح،الفصل الثالث والعشرون:فی العنین والمحبوب والخصی،داراحیاء التراث العربی،۳/۳۵۲۔
۴۷۔ نـجیم،زین الدین بن ابراهیم بن محمد،البحر الرائق شرح کنز الدقائق،بتحقیق احمد عزو عنایة الدمشقی،داراحیاء التراث العربی،الطبعة الاولی 2241 ۱۴۲۲ ھ/ ۲۰۰۲ء، ۲۲/۳۳۷
۴۸۔ متن بدایة البتدی،کتاب الخنثی،ص ۲۶۵۔
۴۹۔ المبسوط،کتاب الخنثی،۳۰/۲۰۸۔
۵۰۔ الجوهرة النیره للزبیدی،کتاب الخنثی،۳/۴۰۷۔
۵۱۔ کتاب المبسوط للسرخسی،کتاب الخنثی،باب غسل المیت،۲/۱۱۷۔
۵۲۔ ایضاً،۳۰/۱۹۵۔
۵۳۔ تـرمــذی،ابــو عیســی مــحــمــد بـن عیسـی،الـسـنـن،کتـاب الـحـدود،بـاب مـاجـا،فـی درء الحدود،رقم ۱۴۲۴،داراحیاء التراث العربی بیروت،۴/۳۳۔
۵۴۔ سنن ابی داؤد،کتاب الحدود،باب فی من عمل عمل قوم لوط،رقم ۴۴۶۴،۴/۲۶۹۔
۵۵۔ الفتاویٰ الهندیه،کتاب الخنثیٰ،فی احکام الخنثیٰ،۶/۴۳۷۔
۵۶۔ قـرارالـمجمع الفقهی الاسلامی بمکة المکرمة،الدورة الحادی عشرة،القرار السادس، ۱۳۰۹ ۵؛ فتـوی دارلافتـاء الـمـصـریة الـصادر فی یونیو ۱۹۸۱،رقم ۱۲۲۸ بعنوان تحویل الرجل الی امراة وبا العکس جائز للضرورة.